رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

مدیر المسیح

قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیسا شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم باتو گر آئی بدار قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۴ رمئی سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر ۱۸

یادگاری نمبر کی اشاعت کیلئے تمہارا فرض کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کی تقریب پر الحکم کا خاص پرچہ شائع کرنا اور نہ کرنا یہ جماعت کے ہر فرد کی ہمت اور کوشش پر موقوف ہے۔

تبلیغ واشاعت کے سکرٹری صاحبان معلوم نہیں کس خیال میں ہیں؟ یادگاری نمبر کے متعلق یہ آخری تحریک ہے۔ جو الحکم کے ذریعہ کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کے بعد جو نمبر شائع ہوگا۔ وہ

الحکم کا وہی موعود پرچہ ہوگا

قادیان سے میں نے دو ہزار کی اپیل کی تھی۔ مگر ابھی تک قادیان سے ایک ہزار کی درخواستیں بھی موصول نہیں ہوئیں میں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور اعلان کر دیا۔ بار بار تحریک غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

ان حالات میں میں نہیں کہہ سکتا کہ الحکم کا دس ہزار نمبر شائع ہوسکے گا؟ یا نہیں؟ حالات امید افزا نہیں مگر میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ خاص پرچہ انشاء اللہ العزیز شائع ضرور ہوگا۔

میں اس آخری تحریک کے ذریعہ ان روحوں کو پکارتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے ایک محبت اور عشق رکھتے ہیں۔ میں حضرت ہی کا نام بلند کرنے اور آپ کے اخلاق وسیرۃ اور کارناموں سے واقف کرنے کے لئے یہ ایک پرچہ نکالنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اپنے محبوب کا نام آفاق میں پہونچانے کے لئے میرے معاون ہوسکتے ہیں۔ تو اس تعداد کو دس ہزار تک پہنچا دو۔ گذشتہ اشاعت کے بعد جن لوگوں نے درخواستیں بھیجی ہیں۔ ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سید عبد الحئی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ منصوری ۲۵ کاپی
(مگر میں انکو توجہ دلاتا ہوں کہ کم از کم ۱۰۰ کاپی خرید کریں۔)
۲۔ منشی محمد اشرف خانصاحب فیروزپور ۱۰۰ کاپی
۳۔ مولوی صدر الدین سکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ ۱۰۰ کاپی
۴۔ خانصاحب مولوی انوار حسین خانصاحب شاہ آباد ۲۵ کاپی
۵۔ سید انعام اللہ شاہ صاحب منیجر گٹ فیکٹری ۲۵ ک
۶۔ سکرٹری صاحب مسلم گروپ قادیان ۵ کاپی
۷۔ فدائے سلسلہ منشی ہاشم علی صاحب سنوری ۲۵ کاپی

مندرجہ بالا احباب میں سے خانصاحب انوار حسین خانصاحب اور سکرٹری مسلم گروپ اور منشی محمد اشرف خانصاحب خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ خانصاحب اکیلے ہیں۔ وہاں جماعت نہیں اور مسلم گروپ مدرسہ کے چھوٹے بچوں کی جماعت ہے اور خانصاحب محمد اشرف خانصاحب بھی اپنی ذات کی طرف سے ۱۰۰ کاپی خرید کر رہے ہیں۔ نہ کہ جماعت فیروزپور کیطرف سے

کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ لاہور۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ گجرات۔ پشاور وغیرہ کی جماعتیں ابھی تک خاموش ہیں۔ احباب جلد اس تعداد کو پورا کریں۔ ایسا ہی مضامین نگار حضرات جو وعدے کر چکے ہیں۔ اپنے مضامین جلد بھیجدیں۔ اور خریدار صاحبان یہ بھی تحریر فرمادیں کہ یہ پرچہ ان کو اکٹھے بھیجدیے جاویں یا یہاں سے مختلف احباب کے نام روانہ کئے جاویں۔ یہ پرچہ مفت تقسیم ہوگا تاکہ تبلیغ کا ذریعہ ہوسکے۔

خاص نمبر قادیان سے انشاء اللہ العزیز ۲۳ رمئی سنہ ۱۹۲۴ء کو روانہ ہوگا۔ تاکہ ۲۶ رمئی سنہ ۱۹۲۴ء کو پہنچ جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب جلد اطلاع دیں۔ ۱۴ رمئی سنہ ۱۹۲۴ء سے چھپنا شروع ہوجائیگا۔ انشاء اللہ العزیز (عرفانی)

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر شائع کیا۔)

ختم قرآن اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دُعا

۲۹ رمضان مطابق ۴ مئی ۱۹۲۴ء کو قرآن مجید کے ترجمہ کا ختم ہوا جو حضرت حافظ روشن علی صاحب شروع رمضان سے دے رہے تھے۔ سورہ والناس کا درس حضرت خلیفۃ المسیح نے دیا۔ اور اس سورۃ کے جو حقائق و معارف بیان فرمائے وہ اس تقریر سے ظاہر ہونگے جو کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز میں شائع کرونگا۔ آپ نے انسان کے شخصی اور تمدنی کمالات کی حقیقت اس کے موثرات اور متاثرات پر نہایت معنی خیز اور قلوب کو ہلادینے والے حقایق کا اظہار فرمایا۔ اور ختم قرآن کے بعد آپ نے ایک لمبی دعا قبلہ رخ ہو کر محراب میں بیٹھ کر تمام جماعت کو لے کر کی مسجد اقصیٰ جس میں معتکفین کی رسیوں کا جال تنا ہوا تھا۔ عورتوں اور مردوں سے پُر تھی۔ شاید ہی کوئی آدمی باہر رہا ہو۔ اور حقیقت میں اگر کسی کو قادیان کے ساکنین میں سے یہ موقع نہیں ملا تو اس کی بدقسمتی پر خدا رحم کرے۔ ۵۰ منٹ تک حضرت نے دعا کی۔ دعا کیا تھی؟ خدا کے ملائکہ اترتے نظر آتے تھے۔ میں شاعرانہ مبالغہ سے یہ بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں اپنے قلب کو دیکھتا تھا۔ کہ اس کے اندر خشوع و خضوع کا ایک سمندر موجیں مارتا تھا۔ اور مسجد دار البکا بنی ہوئی تھی۔ جوں جوں دعا لمبی ہو رہی تھی۔ قلوب میں رقت اور خدا تعالےٰ کے جلال و عظمت کے سامنے جھکنے میں ایک لذت محسوس ہوتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے کیا دعائیں کیں؟ علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ مگر قیاس چاہتا ہے کہ یہ وہ دعائیں ہیں جو سہام اللیل کہلاتی ہیں اللہ تعالےٰ ان دعاؤں کو ہمارے حق میں اور تمام دنیا کے حق میں قبول فرمائے اور یقین ہے۔ کہ

فرشتے ان کیلئے آسمان کے دروازے کھول رہے تھے

بعض باتیں الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی ہیں۔ کیفیات کا تذکرہ مادیات کی صورت میں کیسے ہو۔ اسوقت کا سماں اور حالت بتا رہی تھی کہ آسمان سے ملائکہ کی ایک فوج اتر رہی ہے اور قلب محمود سے لیکر آسمان تک کوئی جگہ خالی نہیں کہ وہ فوج ان دعاؤں کے لیجانے میں مصروف نہ ہو۔ میں یہی دیکھتا اور محسوس کرتا تھا۔

وہ سب دوست جو اس دعا میں موجود تھے۔ خواہ اس جگہ ہونے کے سبب سے یا حضرت کی دعاؤں میں شریک ہونے کے سبب وہ

خوش قسمت اور قابل مبارکباد ہیں

گو یاد رکھیں کہ اسلام عیسائیوں کے لئے کفارہ کا قائل نہیں بلکہ اس کی تردید کرتا ہے۔ خدا کے پیارے کی دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنے ظرف اس قبولیت سے فائدہ اٹھانے کے لئے طیار نہ کریں۔ اور اپنے اندر اہلیت پیدا نہ کریں تو باوجود قبول ہونے کے بھی (خدانکردہ) محروم ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم وہ اہلیت پیدا کریں اور وہ یہی ہے کہ خدا کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ اپنا پیوند زیادہ مضبوط اور قریب کریں۔ اس چشمہ سے سیراب ہونے کیلئے ضرورت ہے کہ ہماری عقیدت و ارادت و اطاعت کامل مضبوطی کے ساتھ اس کے ساتھ لگا ہوا ہو تا جو فیض وہ الوہیت کے چشمہ سے پا رہا ہے۔ ہم بھی اس سے حصہ لے سکیں۔ غرض میں تمام جماعت کو عموماً اور ان احباب کو خصوصاً جو حاضر تھے یا دعاؤں میں نام بنام شریک تھے۔ مبارکباد دیتا ہوں۔ وہ اسی فضل الٰہی کرم کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اور کامیابی کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں +

دار الامان میں عید کی صبح

حضرت خلیفۃ المسیح کی سیرۃ کا ایک جلوہ

یتامیٰ و مساکین اور بیوگان کی ہمدردی کی ایک شان

پورے ۳۰ دنوں کا رمضان ۵ مئی ۱۹۲۴ء کو ختم ہوا اور افق مغرب سے ہلال عید نمودار ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس ہلال عید کو اسلام اور اہل اسلام کے لئے برکات اور فضلوں کا ہلال بنا دے۔ اور وہ مصائب جو اسلامی دنیا پر اسلام سے ناواقفی۔ بے عملی۔ غفلت اور سستی سے آ رہی ہیں ان کو

سلسلہ عالیہ کے ذریعہ دور فرما دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کی حالت کو میں ان کے چہرہ سے پڑھتا تھا۔ اور اپنے قلب پر اس کا ایک پرتو پاتا تھا۔ اندر ہی اندر وہ کسی گہرے فکر اور درد سے بیقرار تھا۔ یہ غم یہ فکر مسلمانوں کی حالت اور جماعت احمدیہ کے فرائض اور اپنی ذمہ واریوں کا تھا۔ ۲۹ رمضان ۱۳۴۲ھ کو ختم قرآن کے بعد جو دعا اس نے کی اور پورے ۵۰ منٹ تک کی وہ بھی بتاتی تھی کہ

وہ کیوں اور کسقدر بیقرار ہے

یوں تو آپ رمضان کے مہینے میں حضرت رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر جود و سخا میں ترقی کر رہے تھے۔ مگر عید کی آمد پر آپ ایک درد سے مضطرب ہو گئے یہ درد یہ احساس ان بچوں اور ان عورتوں کی حالت کے تصور سے پیدا ہوا جو یتامیٰ اور بیوگان کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ یتیم اور بیوہ کی عید غم و ماتم کا دن ہو سکتا ہے۔ ان کے گھروں میں عید اور ان کے قلوب میں مسرت کی لہر دوڑ نہیں سکتی۔ آپ نے لجنۃ اماء اللہ کے فرائض میں یہ بات بھی رکھی تھی کہ وہ یتامیٰ کیساتھ اسطرح پر محبت کریں۔ کہ ان کے وہ جذبات محبت و مسرت کے جو دب جاتے ہیں۔ پھر سلگ اٹھیں اور اس پر آپ نے عمل درآمد کرایا بھی ہے۔ کہ لجنہ کی ممبر یتامیٰ کو بلا کر دعوتیں دیتی ہیں اور ان سے اس طرح محبت و پیار کا برتاؤ کرتی ہیں جیسے اپنے عزیزوں سے اس عید کی تقریب پر حضرت کی ہمدردی نے جوش مارا اور جناب مولوی رحیم بخش صاحب کو اپنی جیب سے ایک معقول رقم دی کہ نہایت عمدہ زردہ تیار کر کے علی الصباح تمام یتامیٰ اور بیوگان میں اور دوسرے مساکین کے ہاں تقسیم کیا جاوے۔ اور ٹھیک ایسے وقت جبکہ ہر شخص صبح عید کو اپنی مسرت و خوشی کی لہر دل میں مست ہو کر کھاتا پیتا ہے۔ اور ہر ایک بچہ کو ۲ ر کے پیسے عیدی کے طور پر دیا جاوے۔

چنانچہ فوراً فہرست طیار ہوئی۔ اور مولوی صاحب اپنے معاونین کی ایک جماعت لے کر اس کام میں مصروف ہو گئے۔ افسر لنگر خانہ میر محمد اسحٰق صاحب اور ان کا عملہ رات بھر اس انتظام میں مصروف رہا۔ اور فجر کی نماز کے بعد قادیان کی گلیاں ان لوگوں کی چہل پہل سے ایک عجیب موثر نظارہ پیش کر رہی تھیں۔ جو یتامیٰ اور مساکین اور بیوگان کے گھروں پر کھانا لئے ہوئے جا رہے تھے۔ وہ بچے اور وہ عورتیں جنہوں نے رات ایک افسردگی کے ساتھ بسر کی تھی۔ جن کے داغ جگر تازہ ہو رہے تھے۔ اپنی بے کسی پر حیران تھیں۔ ان کی قلبی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ جبکہ سب سے پہلے ان کے گھروں پر

پلاؤ اور زردہ کے رکاب

تقسیم ہو رہے تھے۔ اور نہایت محبت اور پیار کے ساتھ بچوں کو عیدیاں دی جا رہی تھیں۔ یہ نظارہ سنگدل سے سنگدل انسان کے قلب پر بھی اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ میں نے جب تقسیم طعام کی ایک جماعت کو دیکھا

میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل گئے

کہ خدا نے ہمکو ایسا امام دیا ہے جس کے دل میں ہمارا غم اور درد ہم سے زیادہ ہے۔ اس مرنے والے کو اپنی اولاد کا کیا فکر جس کو یقین ہو کہ وہ ایسے محسن آقا کے ہاتھ میں اپنے بچوں کو چھوڑے جاتا ہے۔ جو عید کا کھانا نہیں کھاتا جب تک اسے یہ رپورٹ نہ مل جاوے کہ سب کھا چکے۔ وہ اپنے بچوں میں ایک پیسہ نہیں تقسیم کرتا جب تک بن باپ کے بچوں کو برابر تقسیم نہیں کر لیتا۔

حقیقت میں یہ روح ہے جس کے اندر سے آواز آتی ہے کہ یہی حقدار تھا۔ کہ

خدا کے قائم کردہ سلسلہ کا امام ہوتا

اور حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اور جانشین قرار پاتا اور یہی روح ہے۔ جو ساری جماعت کو پکارتی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے اندر یہی جذبہ ہو۔ یہی قربانی اور ایثار ہو۔ آؤ ہم اپنے نفسوں میں غور کریں کہ ہم نے کیا کیا؟ اس کا جواب سوائے شاذ حالتوں کے

کچھ نہیں ہوگا

کسی قوم کی ترقی اور عروج کے لئے ضروری ہے کہ اس میں اپنے یتیموں اور افتادہ بھائیوں کے لئے محبت اور ہمدردی کا زبردست جذبہ ہو۔ یہ بچے کل کو قوم بننے والے ہیں۔ اور معلوم نہیں ان میں کیسے کیسے قیمتی جوہر ہیں۔

کیا حضرت امام کا یہ فعل ہم کو تحریک نہ کریگا۔ کہ ہم ایک

باقاعدہ یتیم خانہ کھولدیں

اور کم از کم اپنی اپنی جگہ یتامی کی خبرگیری تعلیم و تربیت کے لئے مستقل انتظام کریں۔ غرض یہ موثر نظارہ جو ۶ر مئی ۱۹۲۴ء کی صبح کو قادیان کی گلیوں نے دیکھا۔ وہ قادیان کی تاریخ میں ایک یادگار رہیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے موقعوں پر ہمیشہ اس کا انتظام رکھا کرتے تھے۔ اور آپ کے فیض سے متعدد یتامی اور مساکین اور بیوہ عورتیں پرورش پاتی تھیں۔ مگر ان کی تعداد بہت کم تھی۔ اب قادیان کی آبادی کے بڑھ جانے کے باعث یہ تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر تین سو کے قریب کو کھانا تقسیم ہوا۔ اور نقدی دی گئی۔

یتامی اور ایامی کی اس دعوت کے لئے ۹ دیگ زردہ کی اور ۵ پلاؤ کی طیار ہوئیں۔ جو تقسیم ہوئیں۔ اس کھانے میں کسی مہمان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ بلکہ خالصتہً یہ یتامی اور ایامی کے لئے طیار ہوا تھا۔

اے یتیموں کے والی! تجھ پر سلام۔ کہ تو آپ ہمارے لئے سلامتی لے کر آیا ہے۔ اللہ تعالے تیرے ارادوں میں برکت دے اور تیرے ہاتھ پر سلسلہ کا بول بالا کرے۔ اور تو وہ وجود ہو جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوں۔ جو سلسلہ کے اوج و عروج اور جلال و اقبال کے وعدوں کو اپنے اندر رکھتی ہیں۔ آمین

اس اولوالعزم اور شفیق سردار کی رہنمائی میں جماعت کی ترقی اور حفاظت کے لئے خدا کے فضل سے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم اپنی طاقتوں اور کوششوں کو اس کے مقاصد اور اغراض کے ماتحت پوری یک جہتی اور ایثار کے ساتھ لگادیں۔ کچھ شک نہیں تھوڑے دنوں کے لئے ہم ایک بوجھ محسوس کریں گے۔ مگر نتائج بہت جلد سبکدوش کردیں گے۔

دارالامان میں عید

چاند دیکھ لیا! چاند دیکھ لیا!! چاند میں نے بھی دیکھ لیا!!!

مندرجہ عنوان وہ آواز تھی جو ہلال عید کی خوشی میں صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد نے چاند دیکھ کر اپنے گھر میں بلند کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے قلب میں اس نے ایک برقی رو پیدا کی جس کا نتیجہ رمضان اور عید کے فلسفہ پر ایک تلاطم آفریں مضمون تھا۔ جس کا ایک حصہ آپ نے خطبہ عید کی صورت میں ظاہر فرمایا۔ میں اس خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں دونگا۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ وہ کیفیت اور حالت جو اس خطبہ کے سننے کے وقت میری اور دوسرے لوگوں کی تھی۔ یہ الفاظ اس کو کسی صورت میں ظاہر نہیں کرسکتے۔

نماز عید حسب معمول باغ میں ہوئی۔ اور ساڑھے نو بجے کے قریب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ بعد نماز آپ نے خطبہ پڑھا۔ اس میں آپ نے بتایا کہ

عید کی خوشی ایک ایسی خوشی ہے۔ کہ اس میں سب شریک ہوتے ہیں۔ ہلال عید کے دیکھنے کے لئے ایک عام بیتابی اور شوق پایا جاتا ہے۔ باوجودیکہ ۳۰ تاریخ کے بعد عید یقینی ہوتی ہے۔ پھر بھی چاند دیکھنے کے لئے لوگ بے تاب ہوتے ہیں۔ اس بیتابی اور خوشی کا راز کیا ہے؟ اس کے مختلف مدارج ہیں۔ بچوں کی خوشی محض اسی حد تک ہے کہ وہ اس دن نئے کپڑے پہنیں گے اور اچھے اچھے کھانے کھائینگے۔ اور ایک عارف کی خوشی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اس لئے خوش ہے۔ کہ جو مجاہدہ اور قربانی اسکو خدا کے لئے کرنا پڑی تھی اس کو اس نے پورا کرنے کی توفیق پائی۔ اور اب وقت آیا ہے کہ وہ اس کے ثمرات سے حصہ لے۔ اور یہ خوشی ایسے لذات نفس میں محو کرنے کا ذریعہ نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کی روحانی ترقی کا موجب ہے۔ اور آج روزانہ عبادت میں

ایک اور نماز کا اضافہ ہوگیا

غرض آپ نے عید کی خوشی کی ایک فطرتی خوشی ہونے اور اسلامی عید کے دوسری قوموں کی عید دں سے ممتاز ہونے اور آج کے خطبہ کی تحریکات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ

رمضان دراصل انسان کو ان قربانیوں کے لئے طیار کرتا ہے جو انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو کرنی پڑتی تھیں۔ اور ان کا عہد بھی ایک رمضان ہوتا ہے۔ اور ان کی زندگی کے آخری ایام لیلۃ القدر سے مشابہ ہوتے ہیں جبکہ وہ اپنے سلسلہ کی تمام ضروریات کی تکمیل کی داغ بیل ڈال دیتا ہے۔ اور بیج بو دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد عہد عید آتا ہے۔ جبکہ وہ بیج بارآور ہوتا ہے۔ اور رمضان کی تکمیل کے بعد ہلال عید نمودار ہوجاتا ہے۔ رمضان میں جس طرح پر بقائے نفس اور بقائے نوع کی قربانیوں کا سبق تھا۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو ہر قسم کے ابتلاؤں اور امتحانوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ان کے ساتھ مختلف قسم کے مقاطع کئے جاتے ہیں۔ اور دشمن ہر طرح سے ان کو ستاتے ہیں۔ اور خدا کی رضا کے لئے وہ ان سب تکالیف کو برداشت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ اس کے بعد عید آنے والی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عہد بھی ایک رمضان کی کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور آپ ہلال رمضان کی صورت میں نمودار ہوئے تھے۔ پہلی رات کے چاند کو ہر شخص نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح آپ کو بھی ہر شخص نے نہ دیکھا۔ بہت تھوڑے تھے جنہوں نے دیکھا۔ اور ان میں سے بہت تھوڑے تھے جنہوں نے اس کو اس نظر سے دیکھا۔ جو ایک عارف دیکھتا ہے۔ انہوں نے خدا کے لئے اس کے واسطے ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کیا۔ اور مختلف قسم کی قربانیوں کی توفیق پائی۔ اس کے عہد کے آخری ایام شب قدر کا رنگ رکھتے تھے۔ اور جو کچھ سلسلہ کے لئے ضروری تھا اس سب کی داغ بیل پڑ گئی۔ یہ زمانہ چونکہ اس سے ملا ہوا ہے۔ اس لئے طلوع فجر کے قریب قریب ہے جنہوں نے پہلی رات کا چاند نہیں دیکھا تھا۔ آخر میں دیکھا۔ وہ بھی رمضان میں شریک ہوگئے ہیں۔ جیسے رکوع میں ملنے والا جماعت کو پالیتا ہے۔ پس اگرچہ وہ **سابقون الاولون** کے برابر نہیں۔ مگر انہوں نے بھی رمضان کو پالیا۔ اب ترقیوں کا عہد آنے والا ہے۔ اور ہلال عید نمودار ہونے کو ہے۔ اسوقت سب کے سب عید کی خوشی میں شریک ہونے کے لئے طیار ہونگے مگر حقیقی عید ان کی ہی ہوگی۔ جنہوں نے خدا کی رضا کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کی ہیں۔ بہت ہونگے جو اس وقت سلطنتوں اور حکومتوں کے رجوع کو دیکھ کر سلسلہ میں داخل ہوجائیں گے۔ کچھ شک نہیں مومنوں کے لئے وہ عید کا دن ہوگا۔ اور وہ بھی ان لذائذ اور انعامات سے بہرہ ور ہونگے۔ جو سلسلہ کی مادی ترقی کے ساتھ آئیں گی۔ مگر وہ ان ترقیات میں بھی اپنی عبادت کے لئے ایک زائد موقعہ پائیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے خدا نے

جو وعدے کئے گئے تھے آج وہ پورے ہوئے۔ اور اس خوشی میں وہ شکرئے سجدات بجا لائینگے۔ مگر ایک بڑی جماعت ایسی ہوگی جو اسطرح پر اس خوشی میں شریک ہوگی۔ جیسے آج بچے شریک ہو رہے ہیں۔ یا عوام خوش ہو رہے ہیں۔

پس حقیقی عید کے لئے تم کو ضرورت ہے کہ ہر قسم کی قربانیوں کی ہر قسم کے مجاہدات کی جب تک انسان خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کو طیار نہو جائے۔ اور اس کی رضا کے لئے بقائے نفس اور بقائے شخصی کی ضرورتوں تک کو قربان نہیں کر دیتا۔ اور ہر چیز کو جو پیاری سے پیاری ہو چھوڑ دینے کا عہد اپنے نفس سے نہیں کر لیتا۔

اس کی عید کی خوشی بچوں کی خوشی سے زیادہ نہیں

یہ مضمون نہایت مؤثر اور جاذب تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم رمضان کے اس سبق کو اپنی عملی زندگی میں دکھا سکیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں جماعت کے اس حصہ کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد شریک جماعت ہوا ہے۔ فرمایا کہ **سابقون الاولون** کی قدر و احترام کرو۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے سب اول کے چاند کو دیکھا۔ اور اس عہد رمضان میں خدا کی رضا کے لئے اپنے عزیزوں۔ رشتہ داروں اپنی جائدادوں اور اور مفاد دنیوی کو ترک کر دیا۔ جب ترک کرنے کی نوبت آئی۔ ہر دکھ اور تکلیف کو جھیلنے کے لئے وہ آمادہ ہو گئے۔

غرض آپ نے جماعت کو بتایا۔ کہ

ترقیات کا عہد آتا ہے اور وہ قریب ہے

مگر اس سے پہلے ضروری ہے کہ تم ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اموال و نفوس۔ دینی تعلقات اور کاروباری علایق کوئی چیز تمہاری راہ میں روک نہو۔ اور تم ہر قسم کے مشکلات اور مصائب کو برداشت کرتے ہوئے۔ آگے بڑھے چلو کہ اس کا انجام عید ہے۔ اور وہ عید بھی تمہیں لذات نفسانی میں مبتلا کرنے کا ذریعہ نہ ہو۔ بلکہ اس میں بھی تمہاری عبادات میں ترقی ہو

بقیہ۔ ذاتی عناد اور تعصبات کو اسلام کے لئے آڑ بنایا تو یاد رکھو۔ کہ

اسلام کے مٹانے والے تم ہو گے

اسلام تو خدا کا دین ہے اس کی حفاظت و بقا کا خود اس نے وعدہ کیا ہے۔ تم خود مٹ جاؤ گے۔ اور اسلام کو زندہ رکھنے والے اپنی ہستی کو کھو کر بھی اسے انشاء اللہ زندہ کرینگے۔ اور ان ہستیوں کو تم اسی جماعت میں شاہدہ کرو گے جو

احمدی جماعت کے نام سے کام کر رہی ہے

ریاست بھرت پور میں مساجد کی علانیہ توہین اور قرآن کریم کی بیحرمتی

مسلمانوں کیلئے تازیانہ عبرت

شامت اعمال ما آورد ایام چنین

ریاست بھرت پور کے آریہ حکام کی کارستانیوں سے ہم اس وقت واقف ہوئے تھے۔ جب انہوں نے شدھی کے معاملہ میں آریوں کی حوصلہ افزائی کی تھی۔

اِکرن کے معاملہ میں بہت کچھ لکھا گیا۔ اور جماعت احمدیہ نے جائز حد تک ریاست کا مقابلہ کیا۔ اور خدا کے فضل سے اسی اِکرن میں پھر قبول اسلام کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اسوقت جبکہ ہم ریاست بھرت پور کے حکام کے استبدادی قوانین کا مقابلہ کر رہے تھے۔ شدھی کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کا روپیہ جمع کرنے والی انجمنوں نے ہمارے ساتھ عملی تعاون سے انکار کیا۔ اور انہوں نے اسلام کی حمایت اور اشاعت کے مقابلہ میں

اپنے نفس دنی کی پرستش کی

ان کی اس شامت اعمال کا نتیجہ آج نکل آیا۔ کہ ریاست بھرت پور میں

مساجد شہید ہو رہی ہیں اور قرآن کریم کی بیحرمتی کی جا رہی ہے

توسیع شہر کے نام سے آٹھ مساجد شہید کی جائینگی جن میں سے بعض گرائی جا چکی ہیں۔ اور ایک اسلامی مدرسہ کو مسجد سے نکال کر باہر کیا گیا۔ اور قرآن کریم کے اوراق پارہ پارہ کر کے ہوا میں اڑا دئے۔

اب جمعیتہ العلماء کا سارا زور تاروں پر خرچ ہو رہا ہے۔ اور اس سے غرض صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو بتا یا جاوے کہ ہم کام کر رہے ہیں۔

کانپور کی مسجد کا غسل خانہ ٹوٹا تھا۔ تو ایک قیامت برپا ہو گئی تھی۔ اور گولیاں چل گئی تھیں۔ یہاں مسجدیں شہید ہو رہی ہیں۔ اور قرآن کریم کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ مگر علمائے دیوبند کی جماعت دیکھ رہی ہے کہ کیا کیا جاوے۔

مسلمانوں پر جسقدر ادبار اور مصیبت کی گھٹائیں آ رہی ہیں۔ یہ ان کی بے اعتدالیوں اور شومی اعمال کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے ایک مشرک کو اپنا امام مقرر کر کے قرآنی احکام کی ہتک کی۔ اور اس کا نتیجہ وہ ادبار ہے جو ملکانہ قوم میں شدھی کی صورت میں پیدا ہوا۔ بھرت پور کے معاملہ میں دیدہ دانستہ تغافل کیا۔ اور محض اس لئے کہ ہم میدان جنگ میں تھے۔

اعانت اسلام سے پہلو تہی کی

اور اب یہ سزا بھگت رہے ہیں۔ کہ مساجد ان کے سامنے گرائی جا رہی ہیں اور وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی اس تغافل شعاری پر ملامت کے بعد ہم ریاست کے والی اور ان کے ارکان دولت کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ یہ طریق مسلم آزاری کا کبھی بہترین نتائج پیدا نہ کریگا۔ خانہ خدا کی بے حرمتی اور کلام خدا کی توہین اچھا پھل نہ لائیگی مسلمانوں کے جذبات مذہبی کی یہ توہین معمولی توہین نہیں۔ ہم اس کو گوارا کر سکتے ہیں۔ کہ ہمارے جسم کو نوچ لیا جاوے۔ اور ہماری عزیز ترین اولاد اور رشتہ داروں کو ہمارے سامنے قیمہ قیمہ کر دیا جائے۔ مگر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ

ہمارے مذہبی معابد کی توہین ہو

ہم دنیا میں سلامتی اور امن کے مذہب کے علم بردار ہیں۔ لیکن اسلام ہمکو بے غیرتی اور ایسی رواداری کا سبق نہیں دیتا۔ جو ہمارے مذہبی حیات کی قاتل ہو۔ ریاست کے وہ نادان اہلکار جو مہاراجہ کو ایسی رائے دیتے ہیں۔ وہ اپنے آقا سے دشمنی کر رہے ہیں۔ خدا کے غضب کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی۔ وہ ایسے طور پر چلتی ہے کہ کچھ باقی نہیں رہنے دیتی۔ یہ یادگار ظلم و ستم کی یادگار ہوگی۔ یہ توسیع ایک ویرانہ اور وحشت کدے کی صورت اختیار کر لے گی۔ جب خدا کا غضب آیا۔

مسلمانوں کا اب بھی فرض ہے کہ وہ اسلامی معاملات میں متحد ہو کر کام کریں۔ اگر ان میں کوئی جزئیات کا اختلاف ہے تو ہونے دو۔ اور اسے اختلاف امتی رحمتہ بنا دو نہ کہ اسے ایک لعنت قرار دو۔ جہاں اسلام کی حرمت اور بقا کا سوال ہو۔ جو شخص بھی صف اول میں علم اسلام لے کر کھڑا ہو جائے اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور اس کی ہدایات پر عمل کرو۔ اس جنگ کے بعد گھر کے اختلافات کو مٹا لینا دیکھو یہ وقت کام کرنے کا ہے۔ اگر اب بھی تم نے اسی طرح ×

ہسپانوی علاقہ میں ایک نیا خلیفہ

خلافت کی منسوخی اور خلیفہ کے عزل سے خلافت کی تقسیم کا عجیب کام کیا ہے جگہ جگہ خلیفے بن رہے ہیں۔ اب ہسپانوی علاقہ میں ایک نئے خلیفہ کی تجویز ہو رہی ہے۔ چنانچہ ٹائمز کا نامہ نگار مقام طنجہ سے لکھتا ہے کہ

متعدد ذرائع سے اطلاع مل رہی ہے کہ حکومت ہسپانیہ مراکش کے ہسپانوی علاقہ میں رسولی کو خلیفہ کے عہدہ کے لئے نامزد کرنے کی تجویز کر رہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ حکومت ہسپانیہ کا یہ فعل ایک زبردست ضرب ثابت ہوگا۔ بیشک ہمیں کہ رسولی ہسپانوی علاقہ میں زبردست شخصیت رکھتا ہے۔ جہاں (امیر) عبدالکریم (غازی) نے ہسپانیہ والوں کے خلاف نظام مرتب کرنے سے فوری شہرت حاصل کرلی۔ وہاں رسولی پرانی گدی کا مالک ہے۔ اور آل رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے ہے علاوہ ازیں وہ ایک ہوشیار مدبر بھی ہے۔ اور اس کا اثر لوگوں میں ایک خفیہ احترام اور خوف کئے ہوئے ہے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے وہ شمال مغربی مراکش کے قبائل پر زبردست حکومت قائم کرے گا۔ ہسپانیہ والے اپنی فوجوں کو ساحل پر لے آئینگے۔ اس صورت میں رسولی مغربی مراکش کا سلطان بن جائیگا۔ اور امیر عبدالکریم کو بھی آزادی کی نعمت سے متمتع ہونے کا موقع مل جائیگا۔ بندر طنجہ اس کے ساتھ مفاہمت ہو سکی۔ یہ ایک دلیرانہ حکمت عملی ہے۔ جس سے عمدہ نتائج کے پیدا ہونے کا امکان ہے۔ لیکن اس میں بہت سی مشکلات اور خطرہ کا سامنا ہوگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا سلطان مراکش اپنے احترام و اقتدار کو صدمہ پہنچنے کے بغیر رسولی کو ہسپانوی علاقہ میں اپنا نمائندہ تسلیم کرسکتا ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں اس حکمت عملی کا اثر ملحقہ فرانسیسی علاقہ پر بھی پڑے گا؟

شاہ افغانستان پر احمدی ہونے کا الزام

خوست کے علاقہ میں جو بغاوت اور شورش ہوئی ہے۔ پانیر کی سرحدی نامہ نگار نے حسب ذیل اسباب بیان کئے ہیں۔

افغانستان کی جدید اصلاحات و قوانین کی وجہ سے خوست میں یہ شورش برپا ہوئی ہے۔ کیونکہ جدید نظام سے قبائل کا سیاسی اور اقتصادی نظام تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ پیشتر ہی ردعمل اور مزاحمت کے آثار نظر آرہے تھے۔ اور حکومت افغانستان اپنی نشاۃ ثانیہ کے اہم دور میں سے گزرنے کیلئے مخالف عنصر سے لازمی طور پر دوچار ہونا تھا۔ بلا شبہ خوست کی موجودہ حالت کی وجہ افغانستان کی جدید آئینی اصلاحات ہیں۔ ورنہ حکومت خوست سے گزشتہ ایام میں کوئی ایسی کارروائی ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ جو اہل خوست کے لئے اسقدر موجب ناراضی ہوتی کہ بغاوت و ہیجان کی نوبت آجائے۔ نظامنامہ یعنی جدید ضابطہ فوجداری کی تعزیری دفعات سے متعلق یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ قدیم اور مسلم قانون شریعت کے خلاف ہے۔ کم ازکم قبائل کے سرداروں اور علماء کا تو یہی فتوےٰ تھا۔ کیونکہ وہ اس انقلاب قانون کی جدید تنظیم اور ججوں کے تقرر کو اپنے حقوق و اختیارات کا مفسدانہ اغتصاب تصور کرتے تھے۔ دور دراز تک اس امر کی اشاعت کی گئی ہے۔ کہ حکومت افغانستان بدنیت ہو گئی ہے۔ اس پر انواع واقسام کے دلفریب جھوٹوں سے حاشیہ آرائی کی گئی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت امیر غازی احمدی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مسجد میں عوام کے ساتھ نماز گزاری ترک کر دی ہے۔ اور رمضان المبارک کے تیس روزوں میں تخفیف کرکے دس روزوں کا حکم دے دیا ہے۔ اس تبلیغ کا پہلا اثر یہ ہوا کہ احمدی دیہات اور افراد پر حملہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد یہ تحریک ترقی کرکے حکومت کے خلاف مظاہرات کی صورت میں نمودار ہوئی۔ افواج اور سرحدی چوکیوں پر حملے کر دیئے گئے۔ ابتدائے تحریک میں قبائل کے جرگو کو ماتون میں دعوت دی گئی۔ ہیجان کو رفع کرنے اور سکون واطمینان کی فضا پیدا کرنے کے لئے زبانی ترغیب و تحریص بے سود ثابت ہوئی۔ کرنیل قطب الدین جو اپنے علاقے میں قاضی کرنیل کے نام سے مشہور ہیں۔ قبائل کے چند آدمیوں کے ہاتھوں مقتول ہوگئے۔ چند اعلیٰ حکام کابل خوست کی طرف روانہ کئے گئے۔ تاکہ منگل قبیلہ کے ساتھ گفت و شنید کریں۔ لیکن یہ کوشش بھی بارآور نہ ہوئی افغانی فوج جانوں اور اسلحہ کے ایک گرانقدر نقصان کے بعد کمین گاہوں میں روپوش ہو رہی ہے۔ لادران جو ٹوچی ایجنسی کے سرحدی علاقے پر قابض ہیں منگل قبیلہ کے ساتھ شامل ہوگئے ہیں۔ اور انہوں نے متعدد سرحدی دستوں اور چوکیوں پر کامیاب حملے کئے ہیں۔

(الحکم) امیر صاحب پر احمدی ہونے کا الزام غلط اور بیہودہ ہے۔ اور یہ صرف ملانوں کی شرارت ہے۔ احمدی جماعت کو جو دکھ اور تکلیف افغانستان میں دیا گیا ہے۔ اسکا اظہار یہی تکلیف دہ ہے۔ اگرچہ ہم چاہتے ہیں کہ ساری دنیا احمدی ہو جاوے اور وہ وقت آتا ہے کہ بادشاہ اس سلسلہ میں داخل ہوں۔ اور اس سلسلہ کی مخالفت دنیا میں عذاب الہی کے لانے کا موجب ہو رہی ہے۔ ناداں اسے نہیں سمجھتے مگر حقیقت یہی ہے۔

امیر کابل احمدی سلسلہ میں داخل نہیں ہے۔ اور اگر اس کی قسمت میں یہ نیکی مقدر ہے تو کیا عجب یہ مخالفت کا طوفان اسے اس طرف متوجہ کرے۔ اور وہ سلسلہ کی کتابوں کو پڑھ کر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جاوے۔ مگر اسوقت جو الزام لگایا گیا ہے۔ وہ محض مخالفت کی آگ سلگانے کیلئے اور احمدیت کو بدنام کرنے کیلئے ... کیونکہ احمدی ہرگز دس روزوں کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ پورے مہینے کے روزے رکھتے ہیں۔ اس سے الزام لگانے والے کی نیت ظاہر ہے۔

یاد رفتگان

میرے زمانہ طالب علمی کے رفیق و آشنا جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بقاپوری جو مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے برادر بزرگ تھے۔ یکم رمضان المبارک کو ظہر کی نماز پڑھتے پڑھتے واصل باللہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم بہت ہی مخلص اور متقی احمدی تھے۔ باوجود ایک قابل مولوی اور فاضل علوم عربیہ ہونے کے ہمیشہ انہوں نے پسند کیا۔ کہ اپنی محنت سے روٹی کما کر کھائیں۔

اپنی زمینداری خود کرتے تھے۔ اور عام ملانوں کی طرح کبھی انہوں نے مسجد نشینی اور ملاں گیری کو پسند نہ کیا۔ ملکا نہ تبلیغ کے لئے جب ضرورت ہوئی تو وہ بھی تشریف لے گئے۔ خاکسار کے ساتھ ۱۸۹۹ء سے واقفیت تھی۔

حضرت اقدس نے بھی ان کا جنازہ پڑھا ہے احباب بھی جنازہ غائب پڑھکر اپنے مرحوم بھائی کے لئے دعا کریں

مولوی صاحب کی وفات پر جناب مولانا بقاپوری اور مرحوم کے پس ماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل دے۔

یادگاری نمبر کے مزید خریدار

صفحہ اول پر جن احباب کے نام درج ہو چکے ہیں اس کے بعد مندرجہ ذیل احباب نے اور درخواستیں بھیجی ہیں۔ مگر بعض جگہ سے ابھی تک ایک درخواست بھی نہیں آئی۔

۱۔ منشی غلام محمد بی۔ ٹی ٹیچر تعلیم الاسلام قادیان ۵ کاپی
۲۔ چوہدری مولوی محمد فضل صاحب چنگری ۵ ک
۳۔ چوہدری غلام احمد صاحب سب انسپکٹر تھانہ منڈی صادق گنج } ۱۰ کاپی
۴۔ اے۔ کے احمدی شاہجہاں پور ۵ کاپی
۵۔ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ گوکھووال ۱۰ کاپی
۶۔ عبدالکریم احمدی دفتر ڈی۔ اے۔ سی ۵ کاپی
۷۔ سکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ ۱۰۰ کاپی
۸۔ بدر الحسن سلیم کاتب الحکم ۲۵ کاپی
۹۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۵۰ کاپی

خدا کی زمین کو ناپاک کرنیکا الزام

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ویکم کے اس ستیہ گرہ کی بابت ایک نوٹ دیا گیا۔ جو اچھوتوں کو خاص سڑکوں پر چلنے کی ممانعت کے باعث ظہور میں آیا ہے۔ یہ معرکہ اب تک جاری ہے۔ اور ہندو مذہب کی حقیقت کا عملی اظہار کر رہا ہے۔ حکومت وقتاً فوقتاً اپنے طرز عمل میں جو تبدیلیاں کرتی رہی ہے۔ اس نے ایک پیچیدہ صورت اختیار کرلی ہے۔ مندر کی طرف ایک تار لگا کر راستہ کو اسقدر تنگ کر دیا گیا ہے۔ کہ ایک آدمی بمشکل گذر سکے۔ جس سے عوام کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے حکومت لغو طور پر اس مقابلہ میں اتری ہے۔ خدا کی زمین پر سب کو چلنے کا حق حاصل ہے۔ ستیہ آگرہ کے ناظم نے روپیہ کیلئے اپیل کی ہے۔ والنٹیر موجود ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان اچھوتوں کے اٹھانے میں ایک متحدہ طاقت سے کام کریں اور قدرت نے جو حق انکو دیا ہے وہ اسلام کی آغوش میں لیکر انکو عطا کریں؟

کُل دُنیا میں تبلیغ سلسلہ کا ایک عمدہ موقعہ

آج کل لنڈن میں ایک شاہی نمائش ہو رہی ہے اس نمائش کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس بھی ہو گی جس میں مختلف مذاہب کے لیڈر اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں کریں گے۔

نمائش کی وجہ سے اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ قریباً ساری دنیا کی آبادی کا علمی مذاق رکھنے والا طبقہ اور تجارتی اور صنعتی کاروبار سے تعلق رکھنے والی جماعت اس موقعہ پر لنڈن جائے گی۔ اس سے بہتر موقعہ تبلیغ سلسلہ کا ہمارے لئے کیا ہو سکتا ہے؟

خدا کے فضل سے ہمارا مشن وہاں موجود ہے۔ کارکن موجود ہیں ضرورت کے داعی ہونے پر اور بہترین آدمی بھیجے جا سکتے ہیں۔ مگر سب سے بڑی ضرورت

لٹریچر کی ضرورت

ہے۔ اگر ہم کثرت سے اس موقعہ پر لٹریچر تقسیم کر سکیں۔ تو سلسلہ کو اکناف عالم میں پہونچانے کے لئے ایک زریں موقعہ ہم اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ لٹریچر کی کثرت اشاعت ہم سے مالی قربانی کا مطالبہ کر رہی ہے۔ جب تک کئی لاکھ پمفلٹ۔ اشتہار وہاں شائع نہ کئے جائیں۔ کام نہ چلیگا اور کتابوں کی ایک کثیر تعداد نہ ہو مقصد حاصل نہ ہو گا اور یہ سب باتیں ایک کثیر خرچ چاہتی ہیں۔ ایک طرف سلسلہ کے مستقل کام جو جاری ہیں۔ ان کے اخراجات ہیں۔ دوسری طرف یہ ایک وقتی ضرورت ہے۔ اس کے لئے کوئی تحریک جماعت میں ابھی تک نہیں کی گئی ہے۔ تاہم جماعت کو خود احساس چاہیئے۔ کہ اس موقعہ سے کیونکر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

کم از کم بیس ہزار روپیہ اس مقصد کے لئے چاہیئے اس سے پہلے چالیس ہزار کی تحریک جاری ہے۔ دوسرے الفاظ میں چالیس ہزاری تحریک کو ساٹھ ہزار کی تحریک بنا دیا جاوے۔

چونکہ وقت بہت کم ہے۔ اور جو کچھ ہم کو کرنا چاہیئے بہت جلد کرنا ہو گا۔ اس لئے جماعت کے کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ کسی باقاعدہ تحریک کا انتظار نہ کریں۔ بلکہ ابھی جس کو اس ضرورت کا احساس ہے کہ کامیابی کے ساتھ اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے فرض کو ادا کرنے کی طرف متوجہ ہو جائیں ؛

کامیابی

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ مکرمی سید بشارت احمد صاحب منصف اور سیکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد وکالت کے امتحان میں بدرجہ اعلیٰ کامیاب ہو گئے ہیں۔ احباب کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا (الحمد للہ علیٰ ذالک) دوسرے احباب جنہوں نے ان کے ساتھ امتحان دیا تھا۔ ان میں سے بھی اکثر کامیاب ہو گئے ہیں۔ گرما کی تعطیلات کے بعد سید صاحب حیدرآباد بار میں شریک ہو کر کام کریں گے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ سید صاحب اور دوسرے دوستوں کے لئے زندگی کے اس نئے شعبہ میں کامیابی کی دعا کریں۔ اور یہ کہ سلسلہ کے لئے ان کا یہ کاروبار بابرکت اور موثر ہو۔ آمین

ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر می بینم

پہلے بھی الحکم میں شائع ہو چکا ہے۔ کہ اسلامی دنیا کا مطلع کچھ آلودہ ہو رہا ہے۔ اب جو خبریں مختلف ذریعوں سے آ رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خوست کے علاقہ میں باقاعدہ بغاوت ہو چکی ہے۔ اور حکومت افغانستان کی فوج اس بغاوت کے فرو کرنے میں مصروف ہے۔ یہ وہی خوست ہے۔ جہاں کے رہنے والے ہمارے پیارے بھائی

صاحبزادہ عبد اللطیف شہید مرحوم تھے

خوست کے علاقہ میں سید گاہ (سیدگی) نام ایک گاؤں کے وہ رہنے والے تھے۔ اس علاقہ میں اب بھی احمدی جماعت کے اکثر لوگ آباد ہیں۔ ان بیچاروں پر دوہری مصیبت ہے باغیوں کا ساتھ وہ نہیں دے سکتے۔ کہ بغاوت ہمارے مذہب اسلام میں جائز نہیں۔ اور یوں بھی ملاں لوگ ان کے سخت مخالف ہیں۔ اور حکومت علاقہ کی بغاوت کے فرو کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ نہیں کرتی۔ کہ یہ لوگ اس میں شریک تھے یا نہیں۔

چنانچہ خود ہندوستان میں جب تاوانی ٹیکس لگائے گئے تو احمدی بھی باوجود اپنے امن پسند اور امن بخش ہونے کے اس سے نہ بچ سکے۔ اس لئے خوست کے بھائیوں کے لئے خاص طور پر دعا کی جاوے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر طرح امن میں رکھے۔

غرض خوست میں بغاوت کا اثر بڑھ رہا ہے۔ بخارا میں بھی بغاوت ہو رہی ہے۔ اور جنگ و جدل کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ملک حجاز پر حملہ کی تیاریاں ابن مسعود کر رہا ہے۔

ادھر ٹرکی کی حالت بھی بہتر نہیں وہاں سول وار کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور جلا وطن خاندان خلافت اپنی کوششوں میں مصروف ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کا داخلہ قسطنطنیہ میں اسی حیثیت سے ہو جس طرح پہلے ہو چکا ہے۔ ہندوستان میں خلافت کے سوال نے ایک سنجیدہ صورت اختیار کر لی ہے۔ غرض جدھر دیکھو حالات نازک نظر آتے ہیں۔ اور مسلمان ہیں وہ مست خواب گراں ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے۔ اور انہیں سمجھ دے۔ کہ وہ وقت کی نزاکت کو شناخت کریں ؛

شائقین اکسیر الاجسام

بیشتر ازیں الحکم مطبوعہ ۲۸ اپریل میں ایک مراسلت کے ذریعہ خریداران اکسیر الاجسام سے عرض کیا گیا تھا۔ کہ چونکہ موسم بہار قریب الاختتام ہے۔ درخواستیں معینہ تعداد کے مطابق میرے پاس نہیں پہونچیں۔ ۷ مئی تک بھی اگر یہ تعداد پوری کر دی گئی تو میں دوائی تیار کر سکوں گا۔ اس کے بعد چند احباب نے بڑا اشتیاق لہجہ میں نئی درخواستیں بھیجکر دریافت کیا ہے۔ کہ کیا اب بھی تعداد پوری ہوئی ہے یا نہیں۔ اس لئے میری طرف سے ان کی خدمت میں شکریہ کے بعد جواب نفی میں ہے ہاں زیادہ سے زیادہ ان کے اشتیاق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس قدر ہو سکتا ہے کہ آخر مئی تک مزید درخواستوں کا اور انتظار کیا جائے۔ خواہ مجھے ان چیزوں کے بہم پہنچانے میں جن کا موسم بہار سے تعلق ہے۔ دقت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ اب خریداران کی ہمت اور قدر دانی پر موقوف ہے۔ ورنہ انہیں آئندہ سال کا انتظار کرنا پڑے گا ؛ والسلام

خاکسار

مینیجر اکسیر الاجسام

ناظر تعلیم و تربیت کا اعلان

نظارت تعلیم و تربیت کی بعض اشد ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اساتذہ ایک سال وقف کر کے مشکور فرما دیں

نظارت ہذا کے ماتحت مدارس میں۔ ایس وی۔ جے۔ وی مولوی فاصل ٹرینڈ اساتذہ کی ازبس ضرورت ہے۔ اگر جماعت سے ایسے اساتذہ ایک ایک سال کی رخصت لے لیں۔ تو نظارت ان کی خدمات سے بامعاوضہ فائدہ اٹھا کر اپنی ایسی فوری ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہے۔ جن کے پورا ہونے کے بغیر اس کے بعض مدارس کا قیام ہی ممکن نہیں۔ اتنے عرصہ میں یا انہی اساتذہ کو ان کی پوری تنخواہ پر انہیں مستقل رکھ لے گی۔ یا ان کی جگہ پر ایسے لوگ تیار کرے گی جو نسبتاً کچھ تھوڑے سے معاوضہ پر راضی ہو کر مدارس احمدیہ میں للہ دینی اور تربیتی خدمت ادا کریں۔ کیا کوئی ایسے دردمند مخلص دل ہیں جو تھوڑی سی قربانی کر کے اس تجویز پر لبیک کہیں گے

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

یہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔

پس اس کا دیکھنا اسلام کی صداقت کا مشاہدہ کرنا ہے۔ اور اس کے دیکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو دل چاہتا ہے جس نے ایسا عالی دین ہم کو عطا کیا۔

اس کے دیکھنے سے اسلام کا خدا نظر آتا ہے اور انسان کی روحانیت کو ایک ایسی ٹھیس لگتی ہے کہ زنگ آلود قشر اوپر سے اتر کر عمدہ اور اعلیٰ باقی رہ جاتا ہے۔

یہی نہیں بلکہ اس کی پیدائش کی خبریں بہت پہلے سے دی گئیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کی وحی میں فرماتا ہے۔

"سو تجھے بشارت دی گئی کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھکو ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل سے ہوگا خوبصورت اور پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنمو ائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے مبارک ہے۔ وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا۔

وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔

وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء۔ کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جسے خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔

ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا

وکان امرا مقضیا۔

یہ خدا کا کلام ہے جسکو ملائکہ عرش سے لائے۔ اور مسیح موعود نے اس کو دنیا میں اپنی صداقت اور اسلام کی صداقت کی دلیل ٹھہرایا

پھر کیوں تم اس انسان کی طرف جلدی نہیں کرتے۔ جو اسقدر برکتوں والا ہے اور کیوں اسکی آمد کی منادی نہیں کرتے۔

یہ جلسہ پوری شان کے ساتھ اس انسان کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔

اور خدا تعالیٰ کے کلام کی لفظ لفظ سے تصدیق کرتا ہے پس ہمارا فرض ہے کہ ہم سب کو چھوڑ کر آج ہی سے ایسے عظیم الشان اجتماع میں شامل ہونے کے لئے تیاری کریں۔

جو کہ خدا کی برکتوں کو جذب کرنے والا ہے

یہ دنیا ایک فنا ہونے والی شئے ہے کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ سال اس برکت سے متمتع ہوگا۔ پس برکتوں کا جو بھی وقت ملے وہ غنیمت اور نعمت ہے۔

اس لئے اس سال پوری ہمت سے جس قدر بھی تم آسکتے ہو آؤ کہ یہ فضل کے دن ہیں۔ (باقی پھر)

شیخ محمود احمد

مکہ کی زمین میں انقلاب
ہاشمی سلطنت مٹ گئی
شریف حسین نے نہایت حسرت و یاس سے اس زمین کو الوداع کیا

کل کی بات ہے کہ حجاز کی زمین میں ایک نئی حکومت کی بنیاد پڑی اور یہ حکومت ہاشمیہ تھی۔ اس حکومت کا شریف حسین تھا۔ یہ حکومت نہایت عمدگی کے ساتھ گذشتہ عرصہ میں ترقی کرتی گئی۔ حتیٰ کہ شریف نے اپنے جہازات وغیرہ پیدا کر لئے۔ اپنے قونصل دوسروں کے ملک میں روانہ کئے۔

اس میں شک نہیں کہ عام مسلمان اس سے سخت ناراض تھے۔ اور وہ اسکی کبھی پرواہ بھی نہیں کرتا تھا۔

اور اس میں بھی شک نہیں کہ اس نے گذشتہ چھ سال کے عرصہ میں نہایت زبردست مظالم اپنی قوم پر کئے۔ حتیٰ کہ حاجیوں کی طرف سے بھی شکایات موصول ہوتی رہیں۔ گذشتہ سال جب کہ خلافت ترکیہ کو دھکہ لگا۔ تو وہ خلافت کا بھی دعویدار بن بیٹھا۔ اس خلافت مزعومہ پر ابھی ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ اس کا بھی وہی حشر ہوا جو ترکی خلیفہ کا ہوا تھا۔

نجد کے وہابی تھوڑی سی طاقت لیکر مکہ پر چڑھ آئے۔ اور شریف کی فوجوں کو شکست پر شکست ہوئی۔

حتیٰ کہ شریف مکہ سے جدہ بھاگ آیا لوگ اس سے کھلے بندوں نفرت کرنے لگے۔ وہ تخت سے اتارا گیا اور بالآخر اس نے بھی عرب کی زمین کو الوداع کہا۔ اور نہایت حسرت بھری آنکھوں سے جدا کیا اس کو کوئی شخص بندرگاہ پر خدا حافظ کہنے کے لئے نہیں تھا۔ حتیٰ کہ اس کا بیٹا جو کہ اس کی جگہ جدہ اور اس کے اطراف میں حکمرانی کرتا تھا وہ بھی موجود نہ تھا۔

کوئی ملک شریف کو جگہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ اخبارات بیان کرتے ہیں کہ اگر اس کے بیٹے عبداللہ نے اس کو اپنے پاس جگہ دی تو بہتر ورنہ وہ سوئزرلینڈ میں چلا جائے گا جہاں پہلے ترکی خلیفہ بھی موجود ہیں۔

شریف حسین بہت ذلت سے نکلا اور لوگوں نے اس کی توہین کی۔

اے مسلمانو! خدا کے لئے غور کرو کہ خلافت کیا آگ ہے کہ جو شخص تم میں سے مدعی ہوتا ہے وہ اس کو بھسم کر دیتی ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا میں یہ انقلاب کیوں ہو رہے ہیں اور کس طرح سے وہاں کے لوگوں پر یہ عذاب آتا ہے۔

تم نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ کہ مکہ شریف سے پندرہ ہزار آدمی ہجرت کر کے جدہ چلا گیا اور اب جدہ میں کھانا اور پانی تک نہیں ملتا۔

غور کرو! کہ کیوں آسمان تمہارے درپئے ہو رہا ہے۔ زمین تنگ ہو گئی۔ آسمان تنگ ہو گیا۔

آہ کہ خدا کا گھر تمہارے پاس باقی تھا وہاں کے لوگوں پر اسقدر مصیبت نازل ہو گئی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

بس اب ایک ہی ذریعہ باقی ہے اور وہ یہ کہ یہی خلافت جس کو خدا دن بدن بڑھا رہا ہے اس کی طرف توجہ کرو کہ یہ کی علامت ہے۔

شیخ محمود احمد

اسلام میں عورت

اور پردہ نمبر اول

معزز الفضل ۲۹ جولائی ۲۶ء سے معلوم ہوا کہ گاندھی جی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے اسلامی پردہ پر اعتراض کیا ہے۔ اس کا جواب نہایت لطیف رنگ معزز الفضل نے شایع کر دیا ہے۔ مگر میں اس سوال پر ایک اور رنگ میں روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ کئی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے بعض کوتاہ فہم انسان بھی پردہ کے خلاف پیدا ہو رہے جاتے ہیں۔ اور ان کا منشا ہے کہ پردہ کو دنیا سے مٹا دیا جائے۔

پردہ پر اعتراضات

گاندھی جی کی نظر میں پردہ کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ وہ عورت کو خراب کرتا ہے۔ اس سے گاندھی جی نے اسلام پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے۔ اور مسلمان عورتوں کی عفت پر دو پردہ آوازہ کسا ہے۔

یورپ کے لوگ اور اس کرہ ہوائی کے پرورش پانیوالے لوگ اور قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔

مثلاً عورت کو پردہ میں ڈالنا ظلم ہے۔ اس سے عورت پوری طرح نشو و نما نہیں حاصل کر سکتی۔ جس کی وجہ سے وہ اچھے ماں نہیں بنا سکتی۔ عورت اور مرد میں مساوات کی ضرورت ہے۔ اور اس سے مساوات قایم نہیں رہ سکتی۔

ضرورت ہے کہ عورت کو بھی مرد کے برابر حقوق دیئے جائیں اور پردہ میں یہ حق تلف ہوتا ہے۔ اسی طرح کے اور بھی بعض اعتراضات کئے جاتے ہیں۔

غور طلب امر

پردہ پر اعتراض کرنے والے غور کریں کہ وہ پردہ کے کس مفہوم پر اعتراض کرتے ہیں۔ پردہ کا مفہوم کسی حد تک وسیع بھی ہے اور تنگ بھی ہے۔

اس لئے معترض کے یہ فرائض سے ہے کہ پہلے وہ ایک چیز معین کر لے پھر اس پر اعتراض کرے۔ ورنہ ہوا میں چھوڑے سے نشانہ بازی نہیں ہو سکتی۔ بے شک یہ فارغ البالی کا ایک مشغلہ ہو سکتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ معترض پردہ سے مراد کیا برقع لیتے ہیں یا منہ کا ڈھانپنا۔ یا عورتوں کا مردوں سے اختلاط نہ کرنا۔ یا ستر عورت کا ڈھانپنا مراد لیتے ہیں۔

دنیا میں مختلف قومیں ہیں جن کے مختلف اطوار ہیں پھر مختلف مذہب ہیں جن کی مختلف قسمیں نکلیں۔ پھر تمدن کے لحاظ سے انسان پر مختلف زمانہ گزرے ہیں جنکی بنا پر انسان کی مختلف حالتیں رہی ہیں۔

اسی طرح آج انسان کے تین طبقے ہیں۔ اعلیٰ۔ متوسط ادنیٰ یہ تقسیم کئی رنگ سے ہے علم کے لحاظ سے مال کے لحاظ سے اعلیٰ۔ اپنے تمدن کی وجہ سے اعلیٰ وغیرہ وغیرہ اس طرح متوسط اور ادنیٰ طبقہ والے ہیں۔ اب ہم ان سب حالتوں پر ایک نگاہ پردہ کے لئے ڈالیں گے۔

پردہ کی تعریف

پردہ کی کوئی خاص تعریف میری نگاہ سے نہیں گذری اس لئے میں جو پردہ کے معنے اور مفہوم سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ظاہر کرنے سے کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے اس کو ان لوگوں کے سامنے پوشیدہ کر دینا جن کے سامنے ظاہر کر دینا مضر ہو۔ اس مفہوم کے ماتحت پردہ عورت کے ہی لئے نہیں بلکہ مرد کے لئے بھی ضروری ہے۔

پھر جسم انسانی کے لئے ہی پردہ نہیں بلکہ بعض اقوال اور اعمال میں بھی پردہ ضروری ہے۔ بہت سی باتیں ہم پردہ راز میں کرتے ہیں۔ بہت سے کام پردہ راز میں ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کا اظہار مفید نہیں ہوتا اسی طرح عورت و مرد کے جسم کے متعلق بھی بعض حصے ہیں جن کا اظہار مرد و عورت دونوں کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اس لئے ان کا اظہار منع کر دیا ہے۔

یہی وہ مبحث ہے جس پر ہم نے بحث کرنی ہے

اقوام عالم

جس کے متعلق میں اوپر ذکر کر آیا ہوں ان سب نے متفق طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم عورت اور مرد کو اپنی شرمگاہ کو ننگا نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ کیوں نہیں کرنا چاہیئے؟ اس سے نقصان بہت ہوتا ہے۔

پس اس نقصان کو رد کرنے کے لئے شرمگاہوں کو پردہ میں رکھنا چاہیے اور اسے انسانی دماغ نے ضروری خیال کیا۔ اور دیکھا جائے تو یہ پہلا پردہ تھا جو انسانی دماغ میں آیا۔ اور کوئی سلیم الدماغ انسان اس کے خلاف نہیں ہے۔

اصل امر یہ ہے کہ انسانی دماغ نے ابتدا میں صرف ستر عورت کو ضروری خیال کیا مگر جب انسان نے علم میں ترقی کی تو معلوم ہوا کہ جو نتیجہ شرمگاہوں کے کھلا رکھنے سے پیدا ہوتا ہے وہی نتیجہ بعض اور اشیا کے کھلا رکھنے سے رونما ہوتا ہے اس لئے انہوں نے جسم کے بعض اور حصے ڈھانپ دیئے۔ اسی طرح انسانی دماغ نے اپنے سارے جسم کو ڈھانپنے کا طریق سوچا یہ ایک پردہ کا ایسا حصہ ہے جو سب مذاہب میں اور سب قسم کی جماعتوں میں متفق طور پر پایا جاتا ہے کہا جا سکتا ہے کہ انسان نے سارے جسم کو خوبصورتی کے لئے ڈھانپا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ گذشتہ انسان اپنے لباس میں خوبصورتی ملحوظ نہیں رکھتا تھا بلکہ آج تک ہندوستان ہی نہیں تمام دنیا کے ان شہروں میں جو تمدن کی بلندی سے دور پڑے ہوئے ہیں ان کے لباس کی ساخت خود کہہ رہی ہے کہ وہ اس غرض کے لئے لباس نہیں پہنتے تھے۔

یہیں تک نہیں بلکہ آج جبکہ یورپ نے یہ مذاق پیدا کیا کہ لباس میں خوبصورتی پیدا کی جائے تو پر اپنے لباس کے تو بعض حصے بالکل نکال دے گئے۔ چنانچہ

یورپ کی لڑکیوں کے لباس میں چھاتی جو کہ عورت کے جسم کو خوبصورت بناتی ہے اسکو قریباً ننگا رکھا جاتا ہے بازو ننگے رکھے جاتے ہیں۔ پنڈلیاں ننگی رکھی جاتی ہیں۔ اور جسم کے بعض حصوں کو ننگا کرنا معیوب ہے۔ مگر ان کا اظہار خوبصورتی میں شامل کرنا خیال کیا جاتا ہے انہیں ایسے لباس کسے ہوئے پہنائے جاتے ہیں جس سے انکی مزعومہ خوبصورتی کا اظہار ہو سکے۔

مگر پہلا لباس کے بالکل برخلاف تھا۔ جو مرد عورت کو سر سے لیکر پاؤں تک ڈھانپ دیتا تھا آج بھی اس کے نظارے دنیا میں موجود ہیں اور کوئی ان سے انکار نہیں کر سکتا ہے پس کوئی قوم نہیں جو اس حد تک پردہ پر اعتراض کر سکے۔

اسلامی پردہ

اسلام نے اگرچہ تکہ ہر قسم کی تعلیموں کو مکمل کر دیا اس لئے پردہ کے موضوع پر بھی بحث کی ہے۔ اور بعض تبدیلیاں پیدا کیں۔ ان تبدیلیوں کی کیا غرض تھی اصل بات یہ ہے۔ کہ اسلام دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ انسان کو ایک با اخلاص انسان اور با خلاص سے با خدا انسان بنائے۔ اس لئے اسلام نے ان پہلوؤں پر غور کیا ہے جس پر کوئی غور نہیں کر سکتا تھا۔

انسان کی پردہ سے غرض

انسان کی پردہ سے عام غرض یہ تھی کہ نسل مخلوط نہ ہو جائے اس سے جو جھگڑے پیدا ہوتے تھے وہ پیدا نہوں اور اس طرح امن رہے۔

کیونکہ مرد و عورت کی حالت بالکل متضاد ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر اپنے اثرات ڈالتے ہیں۔ اس لئے اور ان اثرات کا نتیجہ میں مرد و عورت کا ملنا خیال کیا گیا اس لئے اس نتیجہ کو رد کرنے کے لئے ستر عورت کا یا جسم کا ڈھانپنا ایجاد کیا گیا۔

اسلام کے پردہ کی غرض

اسلام چونکہ کامل مذہب ہے اس لئے ان موٹی باتوں کے علاوہ جسکو انسان جان چکا

اسلام میں عورت

اور پردہ نمبر اول

معزز الفضل ۲۹ جولائی ۲۴ء سے معلوم ہوا کہ گاندھی جی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے اسلامی پردہ پر اعتراض کیا ہے۔ اس کا جواب نہایت لطیف رنگ معزز الفضل نے شایع کر دیا ہے۔ مگر میں اس سوال پر ایک اور رنگ میں روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ کئی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے بعض کوتاہ فہم انسان بھی پردہ کے خلاف پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ اور ان کا منشا ہے کہ پردہ کو دنیا سے مٹا دیا جائے۔

پردہ پر اعتراضات گاندھی جی کی نظر میں پردہ کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ وہ عورت کو خراب کرتا ہے۔ اس سے گاندھی جی نے اسلام پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے۔ اور مسلمان عورتوں کی عفت پر درپردہ آوازہ کسا ہے۔

یورپ کے لوگ اور اس کرہ ہوائی کے پرورش پانیوالے لوگ اور قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔

مثلاً عورت کو پردہ میں ڈالنا ظلم ہے۔ اس سے عورت پوری طرح نشوونما نہیں حاصل کر سکتی جس کی وجہ سے وہ اچھی ماں نہیں بن سکتی۔ عورت اور مرد میں مساوات کی ضرورت ہے۔ اور اس سے مساوات قائم نہیں رہ سکتی۔

ضرورت ہے کہ عورت کو بھی مرد کے برابر حقوق دیئے جائیں۔ اور پردہ میں یہ حق تلف ہوتا ہے۔ اسی طرح کے اور بھی بعض اعتراضات کئے جاتے ہیں۔

غور طلب امر پردہ پر اعتراض کرنے والے غور کریں کہ وہ پردہ کے کس مفہوم پر اعتراض کرتے ہیں۔ پردہ کا مفہوم کسی حد تک وسیع بھی ہے اور تنگ بھی ہے۔

اس لئے معترض کے یہ فرائض سے ہے کہ پہلے وہ ایک چیز معین کر لے پھر اس پر اعتراض کرے۔ ورنہ ہوا میں چھوڑے سے نشانہ بازی نہیں ہو سکتی۔ بے شک یہ فارغ البالی کا ایک مشغلہ ہو سکتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ معترض پردہ سے مراد کیا لیتے ہیں۔ برقع لینے ہیں یا منہ کا ڈھانپنا۔ یا عورتوں کا مردوں سے اختلاط نہ کرنا۔ یا ستر عورت کا ڈھانپنا مراد لیتے ہیں۔

دنیا میں مختلف قومیں ہیں جن کے مختلف اطوار ہیں پھر مختلف مذہب ہیں جن کی مختلف قسمیں نکلیں۔ پھر تمدن کے لحاظ سے انسان پر مختلف زمانہ گزرے ہیں جن کی بنا پر انسان کی مختلف حالتیں ہی ہیں۔

اسی طرح آج انسان کے تین طبقے ہیں۔ اعلیٰ۔ متوسط ادنیٰ یہ تقسیم کئی رنگ سے ہے علم کے لحاظ سے مال کے لحاظ سے اعلیٰ۔ اپنے تمدن کی وجہ سے اعلیٰ وغیرہ وغیرہ اس طرح متوسط اور ادنیٰ طبقہ والے ہیں۔ اب ہم ان سب حالتوں پر ایک نگاہ پردہ کے لئے ڈالیں گے۔

پردہ کی تعریف پردہ کی کوئی خاص تعریف میری نگاہ سے نہیں گذری اس لئے میں جو پردہ کے معنے اور مفہوم سمجھتا ہوں وہ یہ ہے

کہ ہر وہ چیز جس کے ظاہر کرنے سے کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے اس کو ان لوگوں کے سامنے پوشیدہ کر دینا جن کے سامنے ظاہر کر دینا مضر ہو۔ اس مفہوم کے ماتحت پردہ عورت کے ہی لئے نہیں بلکہ مرد کے لئے بھی ضروری ہے۔

پھر جسم انسانی کے لئے ہی پردہ نہیں بلکہ بعض اقوال اور اعمال میں بھی پردہ ضروری ہے۔ بہت سی باتیں ہم پردہ راز میں کرتے ہیں۔ بہت سے کام پردہ راز میں ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کا اظہار مفید نہیں ہوتا اسی طرح عورت مرد کے جسم کے متعلق بھی بعض حصے ہیں جن کا اظہار مرد و عورت دونوں کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اس لئے ان کا اظہار منع کر دیا ہے۔

یہی وہ مبحث ہے جس پر ہم نے بحث کرنی ہے

اقوام عالم جس کے متعلق میں اوپر ذکر کر آیا ہوں ان سب نے متفق طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم عورت اور مرد کو اپنی شرمگاہ کو ننگا نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ کیوں نہیں کرنا چاہیئے؟ اس سے نقصان بہت ہوتا ہے۔

پس اس نقصان کو روکنے کے لئے شرمگاہوں کو پردہ میں رکھنا چاہیئے اور اسے انسانی دماغ نے ضروری خیال کیا۔ اور دیکھا جائے تو یہ پہلا پردہ تھا جو انسانی دماغ میں آیا۔ اور کوئی سلیم الدماغ انسان اس کے خلاف نہیں ہے۔

اصل امر یہ ہے کہ انسانی دماغ نے ابتدا میں صرف ستر عورت کو ضروری خیال کیا مگر جب انسان نے علم میں ترقی کی تو معلوم ہوا کہ جو نتیجہ شرمگاہوں کے کھلا رکھنے سے پیدا ہوتا ہے وہی نتیجہ بعض اور اشیا کے کھلا رکھنے سے رونما ہوتا ہے اس لئے انہوں نے جسم کے بعض اور حصے ڈھانپ دیئے۔ اسی طرح انسانی دماغ نے اپنے سارے جسم کو ڈھانپنے کا طریق سوچا یہ ایک پردہ کا ایسا حصہ ہے جو سب مذاہب میں اور سب قسم کی جماعتوں میں متفق طور پر پایا جاتا ہے کہا جا سکتا ہے کہ انسان نے سارے جسم کو خوبصورتی کے لئے ڈھانپا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ گذشتہ انسان اپنے لباس میں خوبصورتی ملحوظ نہیں رکھتا تھا بلکہ آج تک ہندوستان ہی نہیں تمام دنیا کے ان شہروں میں جو تمدن کی بلندی سے دور پڑے ہوئے ہیں ان کے لباس کی ساخت خود کہہ رہی ہے کہ وہ اس غرض کے لئے لباس نہیں پہنتے تھے۔

یہیں تک نہیں بلکہ آج جبکہ یورپ نے یہ مذاق پیدا کیا کہ لباس میں خوبصورتی پیدا کی جائے تو پرانے لباس کے تو بعض حصے بالکل نکال دیئے گئے۔ چنانچہ

یورپ کی لڑکیوں کے لباس میں چھاتی جو کہ عورت کے جسم کو خوبصورت بناتی ہے اسکو قریباً ننگا رکھا جاتا ہے بازو ننگے رکھے جاتے ہیں۔ پنڈلیاں ننگی رکھی جاتی ہیں۔ اور جسم کے بعض حصوں کو ننگا کرنا معیوب ہے۔ مگر ان کا اظہار خوبصورتی میں شامل کرنا خیال کیا جاتا ہے انہیں ایسے لباس کسے ہوئے پہنائے جاتے ہیں جس سے انکی مزعومہ خوبصورتی کا اظہار ہو سکے۔

مگر پہلا لباس کے بالکل برخلاف تھا۔ جو مرد عورت کو سر سے لیکر پاؤں تک ڈھانپ دیتا تھا آج بھی اس کے نظارے دنیا میں موجود ہیں اور کوئی ان سے انکار نہیں کر سکتا ہے پس کوئی قوم نہیں جو اس حد تک پردہ پر اعتراض کر سکے۔

اسلامی پردہ اسلام نے اگرچہ ہر قسم کی تعلیموں کو مکمل کر دیا اس لئے پردہ کے موضوع پر بھی بحث کی ہے۔

اور بعض تبدیلیاں پیدا کیں۔ ان تبدیلیوں کی کیا غرض تھی اصل بات یہ ہے۔ کہ اسلام دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ انسان کو ایک با اخلاص انسان اور باخلاص سے باخدا انسان بنائے۔ اس لئے اسلام نے ان پہلوؤں پر غور کیا ہے جس پر کوئی غور نہیں کر سکتا تھا۔

انسان کی پردہ سے غرض انسان کی پردہ سے عام غرض یہ تھی کہ نسل مخلوط نہ ہو جائے اس سے جو جھگڑے پیدا ہوتے تھے وہ پیدا نہ ہوں اور اس طرح امن رہے۔

کیونکہ مرد و عورت کی حالت بالکل متضاد ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر اپنے اثرات ڈالتے ہیں۔ اس لئے اور ان اثرات کا نتیجہ میں مرد و عورت کا ملنا خیال کیا گیا اس لئے اس نتیجہ کو روکنے کے لئے ستر عورت کا یا جسم کا ڈھانپنا ایجاد کیا گیا۔

اسلام کے پردہ کی غرض اسلام چونکہ کامل مذہب ہے اس لئے ان موٹی باتوں کے علاوہ جنکو انسان جان چکا

اسلام میں عورت

اور پردہ نمبر اول

معزز الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۲ء سے معلوم ہوا کہ گاندھی جی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے اسلامی پردہ پر اعتراض کیا ہے۔ اس کا جواب نہایت لطیف رنگ معزز الفضل نے شایع کر دیا ہے۔ مگر میں اس سوال پر ایک اور رنگ میں روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ کئی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے بعض کوتاہ فہم انسان بھی پردہ کے خلاف پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ اور ان کا منشا ہے کہ پردہ کو دنیا سے مٹا دیا جائے۔

پردہ پر اعتراضات

گاندھی جی کی نظر میں پردہ کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ وہ عورت کو خراب کرتا ہے۔ اس سے گاندھی جی نے اسلام پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے۔ اور مسلمان عورتوں کی عفت پر ور پردہ آوازہ کسا ہے۔

یورپ کے لوگ اور اس کرہ ہوائی کے پرورش پانیوالے لوگ اور قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔

مثلاً عورت کو پردہ میں ڈالنا ظلم ہے۔ اس سے عورت پوری طرح نشوونما نہیں حاصل کر سکتی جس کی وجہ سے وہ اچھے ماں نہیں بنا سکتی۔ عورت اور مرد میں مساوات کی ضرورت ہے۔ اور اس سے مساوات قایم نہیں رہ سکتی۔

ضرورت ہے کہ عورت کو بھی مرد کے برابر حقوق دیئے جائیں اور پردہ میں یہ حق تلف ہوتا ہے۔ اسی طرح کے اور بھی بعض اعتراضات کئے جاتے ہیں۔

غور طلب امر

پردہ پر اعتراض کرنے والے غور کریں کہ وہ پردہ کے کس مفہوم پر اعتراض کرتے ہیں۔ پردہ کا مفہوم کسی حد تک وسیع بھی ہے اور تنگ بھی ہے۔

اس لئے معترض کے یہ فرائض سے ہے کہ پہلے وہ ایک چیز معین کرلے پھر اس پر اعتراض کرے۔ ورنہ ہوا میں چھوڑے بے نشانہ بازی نہیں ہو سکتی۔ بے شک یہ فارغ البالی کا ایک شغلہ ہو سکتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ معترض پردہ سے مراد کیا برقع لیتے ہیں یا منہ کا ڈھانپنا۔ یا عورتوں کا مردوں سے اختلاط نہ کرنا۔ یا ستر عورت کا ڈھانپنا مراد لیتے ہیں۔

دنیا میں مختلف قومیں ہیں جن کے مختلف اطوار ہیں پھر مختلف مذہب ہیں جن کی مختلف قسمیں نکلیں۔ پھر تمدن کے لحاظ سے انسان پر مختلف زمانہ گذرے ہیں جنکی بنا پر انسان کی مختلف حالتیں رہی ہیں۔

اسی طرح آج انسان کے تین طبقے ہیں۔ اعلیٰ۔ متوسط ادنیٰ یہ تقسیم کئی رنگ سے ہے علم کے لحاظ سے مال کے لحاظ سے اعلیٰ۔ اپنے تمدن کی وجہ سے اعلیٰ وغیرہ وغیرہ اسی طرح متوسط اور ادنیٰ طبقہ والے ہیں۔ اب ہم ان سب حالتوں پر ایک نگاہ پردہ کے لئے ڈالیں گے۔

پردہ کی تعریف

پردہ کی کوئی خاص تعریف میری نگاہ سے نہیں گذری اس لئے میں جو پردہ کے معنے اور مفہوم سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ظاہر کرنے سے کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے اس کو ان لوگوں کے سامنے پوشیدہ کر دینا جن کے سامنے ظاہر کر دینا مضر ہو۔ اس مفہوم کے ماتحت پردہ عورت کے ہی لئے نہیں بلکہ مرد کے لئے بھی ضروری ہے۔

پھر جسم انسانی کے لئے ہی پردہ نہیں بلکہ بعض اقوال اور اعمال میں بھی پردہ ضروری ہے۔ بہت سی باتیں ہم پردہ راز میں کرتے ہیں۔ بہت سے کام پردہ راز میں ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کا اظہار مفید نہیں ہوتا اسی طرح عورت مرد کے جسم کے متعلق بھی بعض حصے ہیں جن کا اظہار مرد و عورت دونوں کے لئے سخت نقصان رساں ہو ہے اس لئے ان کا اظہار منع کر دیا ہے۔

یہی وہ مبحث ہے جس پر ہم نے بحث کرنی ہے

اقوام عالم

جس کے متعلق میں اوپر ذکر کر آیا ہوں ان سب نے متفق طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم عورت اور مرد کو اپنی شرم گاہ کو ننگا نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ کیوں نہیں کرنا چاہیئے؟ اس سے نقصان بہت ہوتا ہے۔

پس اس نقصان کو رد کرنے کے لئے شرم گاہ کو پردہ میں رکھنا چاہیئے اور اسے انسانی دماغ نے ضروری خیال کیا۔ اور دیکھا جائے تو یہ پہلا پردہ تھا جو انسانی دماغ میں آیا۔ اور کوئی سلیم الدماغ انسان اس کے خلاف نہیں ہے

اصل امر یہ ہے کہ انسانی دماغ نے ابتدا میں صرف ستر عورت کو ضروری خیال کیا مگر جب انسان نے علم میں ترقی کی تو معلوم ہوا کہ جو نتیجہ شرم گاہ کے کھلا رکھنے سے پیدا ہوتا ہے وہی نتیجہ بعض اور اشیا کے کھلا رکھنے سے رونما ہوتا ہے اس لئے انہوں نے جسم کے بعض اور حصے ڈھانپ دیئے اسی طرح انسانی دماغ نے اپنے سارے جسم کو ڈھانپنے کا طریق سوچا یہ ایک پردہ کا ایسا حصہ ہے جو سب مذاہب میں اور سب قسم کی جماعتوں میں متفق طور پر پایا جاتا ہے کہا جا سکتا ہے کہ انسان نے سارے جسم کو خوبصورتی کے لئے ڈھانپا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ گذشتہ انسان اپنے لباس میں خوبصورتی ملحوظ نہیں رکھتا تھا بلکہ آج تک ہندوستان ہی نہیں تمام دنیا کے ان شہروں میں جو تمدن کی بلندی سے دور پڑے ہوئے ہیں ان کے لباس کی ساخت خود کہہ رہی ہے کہ وہ اس غرض کے لئے لباس نہیں پہنتے تھے۔

یہیں تک نہیں بلکہ آج جبکہ یورپ نے یہ مذاق پیدا کیا کہ لباس میں خوبصورتی پیدا کی جائے تو اپنے لباس کے تو بعض حصے بالکل نکال دئے گئے۔ چنانچہ

یورپ کی لڑکیوں کے لباس میں چھاتی جو کہ عورت کے جسم کو خوبصورت بناتی ہے اسکو قریباً ننگا رکھا جاتا ہے بازو ننگے رکھے جاتے ہیں۔ پنڈلیاں ننگی رکھی جاتی ہیں۔ اور جسم کے بعض حصوں کو ننگا کرنا معیوب ہے۔ مگر ان کا اظہار خوبصورتی میں شامل کرنا خیال کیا جاتا ہے انہیں ایسے لباس کسے ہوئے پہنائے جاتے ہیں جس سے انکی مزعومہ خوبصورتی کا اظہار ہو سکے۔

مگر پہلا لباس کے بالکل برخلاف تھا۔ جو مرد عورت کو سر سے لیکر پاؤں تک ڈھانپ دیتا تھا آج بھی اس کے نظارے دنیا میں موجود ہیں اور کوئی ان سے انکار نہیں کر سکتا ہے پس کوئی قوم نہیں جو اس حد تک پردہ پر اعتراض کر سکے۔

اسلامی پردہ

اسلام نے اگرچہ چونکہ ہر قسم کی تعلیموں کو مکمل کر دیا اس لئے پردہ کے موضوع پر بھی بحث کی ہے۔

اور بعض تبدیلیاں پیدا کیں۔ ان تبدیلیوں کی کیا غرض تھی اصل بات یہ ہے۔ کہ اسلام دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ انسان کو ایک با اخلاص انسان اور بااخلاص سے باخدا انسان بنائے۔ اس لئے اسلام نے ان پہلوؤں پر غور کیا ہے جس پر کوئی غور نہیں کر سکتا تھا۔

انسان کی پردہ سے غرض

انسان کی پردہ سے عام غرض یہ تھی کہ نسل مخلوط نہ ہو جائے اس سے جو جھگڑے پیدا ہوتے تھے وہ پیدا نہ ہوں اور اس طرح امن رہے۔

کیونکہ مرد و عورت کی حالت بالکل متضاد ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر اپنے اثرات ڈالتے ہیں۔ اس لئے اور ان اثرات کا نتیجہ میں مرد و عورت کا ملنا خیال کیا گیا اس لئے اس نتیجہ کو رد کرنے کے لئے ستر عورت کا یا جسم کا ڈھانپنا ایجاد کیا گیا۔

اسلام کے پردہ کی غرض

اسلام چونکہ کامل مذہب ہے اس لئے ان موٹی باتوں کے علاوہ جسکو انسان جان چکا

مسلمانانِ ہند کو دعوت

دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک ذلت بھی ہے - زمین پر کوئی بلا نازل نہیں ہو سکتی - جب تک آسمان سے حکم نہ ہو - اور جب آسمان پر فیصلہ ہو جائے تو زمین اسکو نافذ ہونے سے روک نہیں سکتی - پس تم ہر مصیبت کے وقت آسمان والے کی طرف جھکو - تا وہ تم پر رحم کرے -

آج کل دنیا کا ہر خطہ مصائب میں گرفتار اور ہر ملک آفات کا شکار بن رہا ہے - اگر جاپان زلازل کا نشانہ بن رہا ہے تو یورپ خانہ جنگیوں سے تباہ ہو رہا ہے - اور اگر ایشیا میں نئی نئی وبائیں ظاہر ہو رہی ہیں - تو جزائر بھی اس سے محفوظ نہیں - الغرض کرۂ ارض خدا کی نظر میں مقہور اور دنیا کے انسان قابل سرزنش بن رہے ہیں - لیکن کیوں ؟ اور کس لئے ؟ کیا اب وہ خدائے رحمان نہیں جو پہلے تھا - اور کیا وہ اب رحم چھوڑ بیٹھا ہے - نہیں اور ہرگز نہیں - اس کے صفات رحم و کرم نہیں بدلا کرتے - جب تک ان کا مورد اپنے اندر تغیر نہ کرے جیسا کہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ -

پس نہیں کہہ سکتے کہ اسمیں تبدیلی ہوئی ہے - جب تک انسانوں کے اعمال - افعال - کردار - اطوار نہ بگڑ جاویں - پس مسلمانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا موجودہ سلوک ان کی بدکرداری - گمراہی راہ حق سے روگردانی کی بین دلیل ہے جس کا خود حساس طبقہ احساس کر رہا ہے -

مسلمانوں کی حکومتیں تباہ اور ریاستیں برباد ہو چکیں - اندرونی اختلافات نے ان کو بیگانے کی نظر میں حقیر و ذلیل کر دیا - عزت و وقار - ننگ و ناموس کی پاسداری کو کھو بیٹھے - اخلاق فاضلہ سے کوسوں دور - احکام الٰہی کی بجا آوری میں پرلے درجہ کے سست - اسلام کو کھیل سمجھ رہے ہیں - ترقی دنیا کے لئے سرگرداں ہیں - مگر اس میں بھی ناکام نہ ہو - نسوا اللّٰه فانساهم انفسهم

ان تمام حالات کی موجودگی میں ضرورت تھا - کہ آسمان ابر رحمت برسانا اور دنیا کی اصلاح و بہبودی کے لئے کوئی ریفارمر مبعوث فرماتا - سو اس نے ایسا کیا اور اس کی بعثت کے لئے مجمع الادیان ملک ہند کو انتخاب فرمایا - وہ فرستادۂ خدا آیا - اور اپنا کام کر کے اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملا - مگر افسوس ان پر جو ابھی تک آسمان کی راہ تکتے ہیں - اور کسی موہوم موعود کے منتظر ہیں - ہلاک ہو گئے - وہ لوگ جنہوں نے خدا کے نبی کی تکذیب کی - برباد ہو گئیں - وہ قومیں جو اس سے برسرپیکار ہوئیں -

مسلمانو! تمہارے لئے کس قدر خوشی کا مقام تھا - کہ خدا نے تمام قوموں کی امیدوں کے برخلاف تم میں سے تمہارا امام پیدا کیا - مگر تم نے اس کی قدر نہ کی اور اس کی مخالفت پر اڑے رہے - اور یہ ہونا ضرور تھا - تا تقدیر کے نوشتے پورے ہوں - زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں - مگر تقدیر الٰہی کو کوئی بدل نہیں سکتا - وہ وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جب تمہاری نسلیں اس موعود کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں گی - اور جس طرح فرعون - یزید کی طرف منسوب ہونے والے مفقود ہیں - تمہاری نسلیں تم سے بیزار ہو نگیں - یہ خدا کی باتیں ہیں - آسمانی قضا ہے - ابن آدم اس کو بدل نہیں سکتا - سوائے اس کے وہ خدا کی طرف جھک کر اس کے مرسل کی تابعداری کر کے اس کو راضی کر لے -

مسلمانو ! تم ہمیں اپنا دشمن سمجھتے ہو - مگر خدا جانتا ہے - کہ ہمارے دل تمہارے لئے بریاں اور آنکھیں گریاں ہیں - اے خدا وہ دن جلد لا - کہ تیرے حبیب کے نام لیوا وحدت کی رسی میں منسلک ہو کر اعداء کے لئے صاعقہ بنجائیں

واحد خدا کے پرستارو ! میں تم پر یاس و ناامیدی کو غالب دیکھتا ہوں - تم کہتے ہو - کہ خلافت جاتی رہی - حکومت اسلامی مٹ گئی - عالم اسلام پر زلزلہ آ گیا - ہم اپنے وطن میں ذلیل ہو گئے - مگر پیارو ! یہ سب حوادث اس لئے نہیں آئے کہ تم مایوس ہو جاؤ - بلکہ تم کو بیدار کرنے کے لئے نازل ہوئے ہیں - یقیناً خدا ماں سے زیادہ رحمدل اور باپ سے زیادہ شفقت کرنے والا ہے - پس تم ناامید مت ہو - اگر تم اس کے ہو جاؤ - اور اس کو راضی کر لو - تو وہ بہت جلد تمہاری حالت زار و زبوں کو بدل سکتا ہے - تم خدا کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے ہو - کوئی باغبان اپنے درختوں کو تباہ نہیں کرتا - مگر جب وہ ناقابل ثمر ہو جائیں - پس تم بار آور درخت بنو - تا ہمیشہ کے لئے باقی رکھے جاؤ -

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا - گاندھی ایک ہوشیار دنیا دار ہے - لیکن تم نے اس کو جو آسمان سے آیا تھا - نفرت کی نگاہ سے دیکھا - اور حقیر سمجھا - اور گاندھی کی اتباع کو کامیابی کی کلید خیال کیا - اور اس کے لئے وہ وہ القاب پسند کئے جن سے اسلام کی توہین ہوتی تھی - پس غیور خدا نے نہ چاہا - کہ تم اس کے پیارے کی ہتک کر کے اپنے ارادوں میں کامیاب ہو - لہٰذا ہر میدان میں تم کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا -

مسلمانو ! میں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں - کہ تمہاری ترقی کے ذرائع کچھ اور ہی ہیں - یقین جانو ! تمہاری ترقی کا راز اسلامی مسیح کی اتباع میں مضمر ہے - تمہارے لئے وہی راستے کھلے ہیں - جن پر چل کر صحابہ کرام نے دنیا کو کھا لیا - اور بھوکے ہو کر دنیا کو مغلوب کر لیا - خدا نے تم کو وہ کتاب اور وہ رسول دیا ہے - کہ جس کے ہوتے ہوئے تم پر مشرک و غیر مسلم کی پیروی حرام ہے - تمہاری دنیاوی ترقی بھی قرآن کو علیحدہ کر کے محال ہے - پس تم اپنی کامرانی و کامیابی اسلامی احکام کے پس پشت ڈالنے میں مت سمجھو - بلکہ ان کی بجا آوری میں جانو - اگر تم اسلام پر کاربند ہو جاؤ - اور اس کے حکموں کو پورے طور پر بجا لاؤ - تو یقیناً تم لَا كُلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (وہ ضرور رکھا جائے اپنے سے اعلیٰ اور ادنیٰ لوگوں کی) کے مصداق ہو جاؤ - اور کوئی قوم تم کو مٹا نہ سکے گی - بلکہ وہ تم میں جذب ہو جائیں گی -

مرادِ ما نصیحت بود و گفتیم ❊ حوالت با خدا کردیم و رفتیم

خاکسار :- تمہارا خیر خواہ اللہ دتا جالندھری -

شکریہ قبول ہو

عزیز مکرم مجاہد مصری کی علالت کی خبر شائع ہونے پر بہت سے دوستوں نے بذریعہ خطوط مجھ سے دریافت کیا - اور انہوں نے نہایت تضرع اور ابتہال سے اپنے غریب الوطن خادم کے لئے دعائیں کیں فرداً فرداً ان کے خطوط کا جواب دینا میرے لئے اپنی مصروفیت کی وجہ سے مشکل ہے - میں ان سب کا شکر گذار ہوں - اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو اجر عظیم دے - اور ہر قسم کی آفات اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھے - آمین -

مجاہد مصری کے تار سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے کی نسبت اچھا ہے - پاؤں پر سے جو موٹر گذر گئی تھی اسے آرام ہے - اگرچہ پورے طور پر ابھی آرام نہیں ہے - میں اپنے مولیٰ پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ وہ عزیز مکرم کو اپنے فضلوں کا ہر طرح وارث کریگا - اور سلسلہ کی خدمت کے لئے بیش از بیش توفیق دیگا - احباب سے درخواست کرتا ہوں - کہ اس کے بھائیوں کے لئے بھی دعا کی جاوے - کہ وہ سب کے سب خادم دین ہوں -

عرفانی

درخواست دُعا

۱- میڈیکل سکول امرتسر کے احمدی طلباء جو امتحان میں شریک ہوئے ہیں - ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جاوے -

۲- سید رشید احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن آئی - ایم - ڈی میڈیکل سکول امرتسر نے پوسٹ گریجویٹ کورس کا امتحان دینا ہے احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں -

۳- سیٹھ جی ایم ابراہیم سکندر آبادی بعض کاروباری مشکلات میں ہیں ان کی کامیابی کے لئے متواتر دعا کی جاوے - ان کی ایک بیٹی جو بہت ہی مخلصہ احمدی خاتون ہے - وہ بیمار رہتی ہے - اس کی صحت کے لئے بھی دعا کی جاوے -

۴- خاکسار (کاتب الحکم) کے والد صاحب جو ایک عرصہ دراز سے کاروباری مشکلات میں ہیں ان کی کامیابی کیلئے اور والدین کی نظر بسبب نقاہت کے کمزور ہو گئی ہے انکی بصارت کیلئے دعا فرمائی جاوے - (ناقل بدر الحسن کاتب)

سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ و سوانح لکھنے کا جو شوق میرے دل میں رہا ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز رہیگا اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ انسان کے بہت سے ارادے اس کے دل و دماغ ہی میں رہ جاتے ہیں۔ اور وہ کبھی عملی صورت نہیں پاتے۔ اس لئے کہ ارادوں کا پورا ہونا اللہ تعالےٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **سیرۃ** کا کام **حیات النبیؐ** کے نام سے شروع کیا۔ مگر اس کے دو نمبر نکل کر آگے نہ نکل سکے۔ دراصل میرا ارادہ یہ تھا کہ میں **۱۰۰ صفحہ** ماہوار کا ایک رسالہ **سیرۃ** کے نام سے شائع کردوں۔ لیکن میری گوناگوں مصروفیتوں اور مرکز سے غیر حاضری سدراہ ہوئی۔

گذشتہ سال واپس آکر پھر اس خیال نے چٹکی لی۔ اور میں نے چاہا کہ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام** کے **شمائل و اخلاق** کی جلد شائع کردوں۔ مگر اس اثنا میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی **سیرۃ المہدی** کا اعلان ہوا۔ اور میں نے مناسب سمجھا کہ اس کی جلد نکل جاوے۔ جس قابلیت اور عمدگی کے ساتھ یہ جلد مرتب ہوئی ہے اس کے بعد مجھے اپنے کام سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر محض اس خیال سے کہ میرا **نقطہ نظر** اور ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس قدر **سیرتیں** شائع ہوں کم ہیں۔ میں نے اپنے **ثواب** اور **مقصد** کو ہاتھ سے نہ دینا چاہا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے **حیات النبی** کی قدر افزائی جن الفاظ میں کی اس نے میرے حوصلہ کو بلند کر دیا۔ اور میں نے چاہا کہ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ تو اسے مکمل کردوں۔ حضرت صاحبزادہ نے لکھا کہ

"دراصل حیات النبی ہی وہ تصنیف ہے جو اسوقت تک حضرت مسیح موعود کے سوانح و سیرۃ میں ایک مستقل **تصنیف کے طور پر شروع کیگئی ہے۔ اسکی دو جلدیں** شائع ہو چکی ہیں اور قابل دید ہیں"

اور **حضرت خلیفۃ المسیح** ایدہ اللہ بنصرہ مجھے حضرت مسیح موعود کا سوانح نگار لکھ چکے ہیں۔ اس لئے میری آرزو یہی ہے کہ میں اس **نام** کا اہل ہو کر دنیا سے اٹھوں اور خدا تعالےٰ مرنے سے پہلے مجھے توفیق دیدے کہ میں یہ کام کرسکوں۔ احباب بھی میرے لئے دعا کریں۔

غرض **سیرۃ المہدی** کی اشاعت کیوجہ سے میں نے سیرۃ مسیح موعود کی جلد اخلاق و شمائل کو پیچھے ڈالا۔ اور یہ بہت مفید ہوا۔ کیونکہ اس سے مجھکو بہت مدد ملی۔ شمائل و اخلاق کی جلد پانچسو صفحہ سے کم میں نہ آئیگی۔ اس لئے میں نے اسے تین حصوں پر منقسم کردیا۔ جن میں سے پہلا حصہ اب طیار رہے۔ ہر ایک جلد ۱۶۰ صفحہ کی ہوگی۔ اور ہر جلد کی قیمت عہ علاوہ محصولڈاک ہے۔ چونکہ تجربہ ہوگیا ہے۔ کہ کتابوں کی بہت تھوڑی تعداد نکلتی ہے۔ اس لئے میں نے اسی قدر جلدوں کے چھاپنے کا انتظام کیا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ جلد درخواستیں بھیجدیں۔ تاکہ شائع ہوتے ہی بذریعہ وی پی بھیجدیجاوے۔ جو لوگ پہلے سے سیرۃ کے خریدار ہیں۔ ان کے نام اسقدر جلدیں۔ جس کے وہ پہلے سے خریدار ہیں بھیجدی جائیں گی۔ اور آئندہ اس کا نام حیات النبی کی بجائے **سیرۃ مسیح موعود** ہی رہیگا۔ اخلاق و شمائل کے اس جلد کے بعد حیات النبی کا تیسرا نمبر شائع ہوگا۔ اور اس میں کوشش کی جاویگی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چالیس سالہ زندگی تک کے واقعات ختم ہو جائیں مجھے زوردار الفاظ میں اس تحریک کو نہیں کرنا کہ میں پہلے سے اسکا مخالف ہوں۔ کہ جذبات آفرین الفاظ سے اثر پیدا کیا جاوے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے محبوب ہیں اور کون ہے جو اپنے محبوب کے شمائل و اخلاق و حالات کا مطالعہ ضروری نہ سمجھے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ دوستوں کو ہدیہ دیجاوے۔

خاکسار۔ عرفانی